بسم اللہ الرحمن الرحیم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام ان مسائل کے بارے میں کہ ا

(الف) امام پر مقتدیوں کے کیا حقوق ہیں؟

(ب) مقتدیوں پر امام کے کیا حقوق ہیں؟

المستفتی: قاری محمد شفیق

۰۳۱۱۱۳۶۰۷۲۲

الجواب حامدا و مصلیا

امام پر مقتدیوں کے حقوق

ایک مسلمان کی زندگی میں سب سے زیادہ اہم اور مسلسل ادا کی جانے والی عبادت نماز ہے، اسکی وجہ سے مسلمانوں کو اپنی عبادت میں بہت زیادہ واسطہ امام سے رہتا ہے، لہذا جس قدر ائمہ کرام کی ضرورت زیادہ ہے اسی طرح ان کی ذمہ داری بھی بہت حساس اور اہم ہے اور مقتدیوں کے بہت سے حقوق ان سے متعلق ہوتے ہیں ذیل میں ان حقوق میں سے چند کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

۱۔ امام کو چاہیے کہ اس کی جانب سے مقتدیوں کو کوئی ایسا معاملہ پیش نہ آئے، جو ان کی ناراضگی کا سبب بنے جسکے نتیجے میں مقتدیوں اور امام میں دوری پیدا ہو جائے، ایسے امام کے بارے میں حدیث میں سخت وعید آئی ہے۔

ل سنن ابی داود (۹۸/۱) باب الرجل یؤم القوم و ھم له کارھون

عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنه ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کان یقول: ثلاثة لا یقبل اللہ منھم صلاۃ: من تقدم قوما وھم له کارھون.....الحدیث

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین لوگ ایسے ہیں کہ اللہ انکی کوئی نماز قبول نہیں کرتے، ایک وہ شخص جو لوگوں کی امامت کرے اور لوگ اس ناپسند کرتے ہوں .....

۲۔ قرآن مجید کو صحیح تلفظ کے ساتھ اور اچھی آواز میں پڑھے، کیونکہ امام کا خلوص، خشوع و خضوع اور تعلق مع اللہ یہ سب پوشیدہ باتیں ہیں ایک حسن قراءت ہی ایسی خوبی ہے جس کی وجہ سے امام مقتدیوں سے ممتاز ہوتا ہے۔

ل سنن النسائی (۱۲۶/۱) باب من احق بالامامة

Scanned with CamScanner

عن ابی مسعود رضی اللہ عنہ قال :قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: یوم القوم اقرأھم لکتاب اللہ...الحدیث.

ترجمہ: ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ قوم کی امامت وہ شخص کرے جو قرآن کو سب سے زیادہ پڑھنے والا ہو....

۳۔ امام پر لازم ہے کہ وہ نماز پڑھانے کے لیے خوب اہتمام کرے اور احتیاط سے نماز پڑھائے کیونکہ وہ مقتدیوں کی نماز کا ضامن ہے، اگر اس کی نماز میں کوئی کمی کوتاہی ہوئی تو اس کا براہ راست اثر مقتدیوں کی نماز پر بھی پڑے گا۔

۴۔ امام صاحب کو چاہیے کہ نمازوں کے علاوہ بھی مسجد میں مقتدیوں کے ساتھ وقت گزارے اس سے امام صاحب کے سامنے لوگوں کے احوال آئیں گے اور آپس میں الفت اور محبت بھی بڑھے گی اور نبی اکرم ﷺ کا بھی معمول تھا کہ آپ فجر کے بعد طلوع آفتاب تک مسجد میں تشریف فرما ہوتے۔

فی صحیح مسلم(۳۵۵/۱) کتاب الفضائل

عن سماک بن حرب قال :قلت لجابر بن سمرة : اکنت تجالس رسول اللہ ﷺ؟ قال نعم ((کان لا یقوم من مصلاہ الذی یصلی فیہ حتی تطلع الشمس فاذا اطلعت قام وکانو یتحدثون،فیاخذونفی امر الجاھلیۃ فیضحکون و یتبسم ﷺ))

ترجمہ: سماک بن حرب سے روایت ہے، انھوں نے کہا میں نے جابر بن سمرہ سے پوچھا کیا آپ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں شرکت کرتے تھے انھوں نے کہا ہاں بہت شرکت کی آپ ﷺ جس جگہ پر صبح کی نماز پڑھتے تھے تو سورج نکلنے سے پہلے وہاں سے نہیں اٹھتے تھے جب سورج نکل آتا تو آپ وہاں سے اٹھتے صحابہ رضی اللہ عنھم اجمعین جاہلیت کے زمانے کی باتوں میں لگ جاتے تو ہنسی مذاق بھی کرتے اور نبی ﷺ صرف مسکراتے رہتے۔

۵۔ امام بلند حوصلہ اور وسیع ظرف والا ہونا چاہیے، کیونکہ اس کا واسطہ مختلف مزاج اور مختلف اخلاقی اقدار کے حامل افراد کے ساتھ ہوتا ہے تحمل کے ساتھ ان کی باتوں کا جواب دینا اور ان سے خلق نبوی ﷺ سے پیش آنا امام کی ذمہ داری ہے۔ اس بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔

فی صحیح البخاری (۳۵/۱)باب ترک النبی ﷺ والناس الاعرابی حتی فرغ من بولہ فی المسجد

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ رای اعرابیا یبول فی المسجد فقال دعوہ حتی اذا فرغ دعا بماء فصبہ علیہ

ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو مسجد میں پیشاب کرتے دیکھا تو ارشاد فرمایا اس اسکو چھوڑ دو یہاں تک کہ جب وہ پیشاب کر کے فارغ ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوا کر اس پر بہادیا۔

۶۔ اگر کوئی مقتدی امام کے کسی عمل پر اعتراض کرے یا سوال اٹھائے تو امام کو چاہیے کہ اس کی بات غور سے سن لے عین ممکن ہے کہ مقتدی کا اعتراض درست ہو اور امام غلطی پر ہو لہذا اس بات کو اپنی انا کا مسئلہ نہیں بنانا چاہیے چنانچہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے دو رکعت کے بعد سلام پھیر دیا ایک صحابی جن کا لقب ذوالیدین تھا انہوں نے عرض کی:

انسیٔت ام قصرت الصلاۃ

ترجمہ: یا تو آپ بھول گئے ہیں یا نماز میں کمی ہو گئی ہے۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ کہنے کے بجائے ارشاد فرمایا:

لم انس ولم تقصر

ترجمہ: نہ تو میں بھولا ہوں اور نہ نماز کم ہوئی ہے

تو آپ ﷺ نے عمومی رائے لیتے ہوئے پوچھا

اکما قال ذوالیدین ؟

ترجمہ: کیا ذوالیدین کی بات درست ہے؟

تو صحابہ نے جواب دیا جی ہاں تو آپ ﷺ نے نماز پوری کی اور سجدہ سہو کر کے سلام پھیرا۔

صحیح البخاري عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ (۶۹/۱)باب تشیلک الا صابع فی المسجد وغیرہ

۷۔ اگر امام کسی مقتدی کو کوئی خلاف شرع کام کرتے دیکھے تو اسکو اس طریقے سے بات سمجھائے کہ اسکی عزت نفس متاثر نہ ہو اور نہ ہی امام لے لہجے میں زجر و توبیخ کا عنصر شامل ہو یہ خوبی کسی امام کے وقار کی ایک بڑی وجہ بن سکتی ہے۔

فی سنن ابی داؤد(۱۰۸/۱)باب الرجل یرکع دون الصف

ان ابابکرۃ حدث انہ دخل المسجد و نبي اللہﷺ راکع قال: فرکعت دون الصف فقال النبيﷺ:ز ادك اللہ حرصا ولا تعد.

ترجمہ: حضرت ابو بکرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ مسجد میں داخل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں تھے، فرمایا کہ: میں نے صف سے پیچھے ہی رکوع کر لیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تمہارے شوق میں اضافہ کرے، مگر اس طرح دوبارہ نہ کرنا۔

Scanned with CamScanner

۸۔ امام دل سے مقتدیوں پر شفقت اور رحم کرے اور امام کو اہل محلہ کی مجبوریوں اور ضرورتوں کی پوری رعایت کرنی چاہیے۔

فی صحیح البخاری (۹۸/۱) کتاب الأذان

عن عبداللہ بن ابی قتادہ عن ابیہ ابی قتادۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال:انی لاقوم فی الصلاۃ وارید ان اطول فیھا فاسمع بکاء صبی فاتجوز فی صلاتی کراھیۃ ان اشق علی امہ.

ترجمہ: عبداللہ بن ابی قتادہ اپنے والد ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں اور ارادہ کرتا ہوں کہ لمبی قراءت کروں اتنے میں کسی بچے کے رونے کی آواز سن لیتا ہوں تو میں اپنی نماز مختصر کر دیتا ہوں اس بات کو ناپسند کرتے ہوئے کہ بچے کی ماں کو مشکل میں ڈال دوں۔

۹۔ امام جس قدر ہو سکے مقتدیوں کے لیے شریعت کی حدود کے اندر رہتے ہوئے آسانیاں پیدا کرے۔

فی صحیح البخاری (۳۵/۱) کتاب الوضوء ، باب صب الماء علی البول فی المسجد

ان ابا ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قام اعرابی فبال فی المسجد فتناولہ الناس فقال لھم النبی ﷺ دعوہ و ھریقو اعلی بولہ سجلا من ماء أوذنوبا من ماء فانما بعثتم میسرین ولم تبعثو معسرین.

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک اعرابی مسجد میں کھڑا ہو کر پیشاب کرنے لگا تو لوگ اسکو روکنے کے لیے بڑھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اسکو چھوڑ دو اور اس پیشاب پر پانی کا ڈول بہا دو تمھیں آسانیاں پیدا کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے نہ کہ مشکلات پیدا کرنے کے لیے۔

۱۰۔ اگر بچے مسجد میں کوئی شرارت کریں تو امام ان کو پیار محبت سے سمجھائے۔ نماز میں خلل کو موضوع بنا کر بچوں پر چڑھائی نہ کرے ایسا کرنے سے بچے علماء اور مساجد سے متنفر ہو جائیں گے۔

فی صحیح البخاری (۷۴/۱)باب اذا حمل جاریۃ صغیرۃ علی عنقہ فی الصلاۃ

عن ابی قتادۃ الأنصاری رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی وھو حامل امامۃبنت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا بی عاص بن ربیعۃ بن عبد شمس فاذا سجد وضعھا واذا قام حملھا

ترجمہ: ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم نماز پڑھاتے اور اپنی نواسی اور عاص بن ربیعہ کی بیٹی امامہ بنت زینب کو اٹھائے ہوئے

Scanned with CamScanner

ہوتے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے انکو (نیچے) رکھ دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو ان کو اٹھا لیتے۔

۱۱۔ امام کا درس میں شریک نہ ہونے والوں پر اظہار برہمی کرنا مناسب نہیں۔

فی سنن النسائي (۲۳۳/۱) باب التخيير بين الجلوس فى الخطبة للعيدين

عن عبدالله بن السائب ان النبى صلى الله عليه وسلم صلى العيد قال :من احب ان ينصرف فلينصرف ومن احب ان يقيم للخطبة فليقم.

ترجمہ: عبد اللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز پڑھائی اور فرمایا جو لوٹنا چاہتا ہے وہ لوٹ جائے اور جو خطبہ سننے کے لیے رکنا چاہتا ہے وہ رکا رہے۔

۱۲۔ امام کو بلا تفریق تمام اہل محلہ کے ساتھ خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آنا چاہیے، کسی دنیاوی مقصد، منصب یا جاہ وجلال کی وجہ سے ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ دے قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے،

{عَبَسَ وَتَوَلَّىٰ (١) أَن جَاءَهُ الْأَعْمَىٰ (٢) وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّهُ يَزَّكَّىٰ (٣) } [عبس: ١ -٣]

ترجمہ: (پیغمبر نے) منہ بنایا اور رخ پھیر لیا، اس لیے کہ ان کے پاس وہ نابینا آ گیا تھا، (اے پیغمبر) تمھیں کیا خبر؟ شاید وہ سدھر جاتا

اس سورت میں رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم کو ایک نابینا صحابی (عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ) کو نظر انداز کرنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ ہوئی، باوجوداسکے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد دعوت دین تھا، تو اس سے اس امر کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اگر امام محض کسی دنیاوی منصب کی وجہ سے مقتدیوں میں تفریق کرے، تو یہ بات کس قدر اللہ کے غضب کو کھینچنے والی ہو گی۔

۱۱۔ شرعی مسائل بتانے میں پوری پوری احتیاط کرنی چاہیے، جو مسئلہ نہیں آرہا اس میں اپنی لاعلمی کا واضح اقرار کر دے یا تحقیق کے لیے وقت مانگ لے۔

۱۲۔ یاد رہے کہ داعی کے ذمہ صرف بات پہنچانا ہے، عمل کروانا اسکے ذمے نہیں لہذا اگر امام یہ دیکھے کہ مقتدی اسکی بتائی ہوئی باتوں پر عمل پیرا نہیں ہو رہے تو وہ اپنے کام سے بالکل پیچھے نہ ہٹے، بلکہ اپنی جدوجہد اور اللہ کی بارگاہ میں دعاؤں میں اضافہ کرے۔

{فَذَكِّرْ إِن نَّفَعَتِ الذِّكْرَىٰ (٩) سَيَذَّكَّرُ مَن يَخْشَىٰ (١٠) وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى (١١) } [الأعلى: ٩ - ١١]

ترجمہ: لہذا تم نصیحت کیے جاؤ اگر نصیحت کا فائدہ ہو۔ جس کے دل میں اللہ کا خوف ہو گا وہ نصیحت مانے گا۔ اور اس سے دور وہ رہے گا جو بڑا بدبخت ہو گا۔

{لَّسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ} [الغاشية: ٢٢]

Scanned with CamScanner

ترجمہ: آپ کو ان پر زبردستی کرنے کے لیے مسلط نہیں کیا گیا۔

۱۳۔ مقتدیوں کو گمراہی اور دینی امور میں تشویش سے بچانا بھی امام کی ذمہ داری ہے، اس سلسلے میں بعض اوقات امام کو جائز اور مباح کاموں سے بچنا ہوتا ہے جس طرح نبی اکرم ﷺ نے باوجود چاہت کے بناء ابراہیم علیہ السلام پر کعبہ کی تعمیر نہیں کی تاکہ لوگ فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں

فی سنن النسائی (۲۳۳/۲) کتاب المناسک، باب بناء الکعبة

عن عائشة أن رسول الله صلى الله عليه و سلم قال لها: يا عائشة لولا أن قومك حديث عهد بجاهلية لأمرت بالبيت فهدم فأدخلت فيه ما أخرج منه وألزقته بالأرض وجعلت له بابين بابا شرقيا وبابا غربيا.....الحديث

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا اے عائشہ اگر تمھاری قوم نئی نئی مسلمان نہ ہوئی ہوتی تو میں کعبہ کے گرانے کا حکم دیتا اور اس میں وہ حصہ داخل کرتا جو اس سے نکال دیا گیا ہے اور اس کو زمین کے برابر کرتا اور اس کے دو دروازے بناتا ایک دروازہ مشرق کی طرف دوسرا مغرب کی طرف۔۔۔الحدیث

۱۴۔ بعض ائمہ کو استغناء کے باب میں بڑا سخت مغالطہ ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ استغناء کا مطلب یہ ہے کہ اہل ثروت سے ملا ہی نہ جائے، جبکہ استغناء کا منشاء کہ ان کی دولت کا حاجت مند بن کر ان کے پاس نہ جایا جائے۔

۱۵۔ عموماً مسائل پوچھنے کی غرض سے مقتدی حضرات امام صاحب کے سامنے اپنے گھر کے تمام حالات بیان کر دیتے ہیں، اس لیے امام پر لازم ہے کہ وہ مقتدی کے راز کو فاش نہ کرے اور لوگوں میں سائل کے گھریلو حالات مشہور نہ کرے۔

۱۶۔ ائمہ پر لازم ہے لوگ جن اخلاقی برائیوں میں مثلاً کینہ، حسد، بغض اور قطع رحمی وغیرہ میں مبتلاء ہیں، ان سے لوگوں کو آگاہ کرتے رہیں۔

۱۹۔ امام صاحب کو چاہیے کہ وعظ اور درس کے دوران سامعین کی علمی استعداد کو ملحوظ خاطر رکھے کیونکہ کم علم والے شخص کے سامنے اگر کوئی پیچیدہ بات کر دی جائے تو بعض اوقات یہ اس کے فتنہ میں مبتلاء ہونے کا سبب بنتی ہے۔

فی صحیح مسلم (۹/۱)

عن عبدالله بن مسعود قال: ما انت بمحدث قوما حديثا لا تبلغه عقولهم الا كان لبعضهم فتنة.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم کسی قوم کے سامنے ایسی بات بیان نہیں کرتے جس (کے صحیح مفہوم) تک ان کی عقلیں نہیں پہنچ سکتی مگر وہ ان میں سے بعض کے لیے فتنہ بن جاتی ہے۔

وفی صحیح البخاری (۲٤/۱) کتاب العلم ،باب من خص بالعلم قوما دون قوم

قال علی:حدثوا الناس بما یعرفون اتحبون ان یکذب اللہ و رسولہ

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگوں کو اتنا بتاؤ جتنا وہ سمجھیں کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب کی جائے۔

۲۰۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا کہ امام مسجد کی حیثیت ایک دینی رہنما اور مربی کی ہوتی ہے لہذا اس حیثیت سے امام پر لازم ہے کہ وہ لوگوں کے اعمال کی فکر کرے اور جہاں بھی کوئی کمی بیشی دیکھے مناسب طریقے سے اس مسئلہ کی وضاحت کرے تاکہ لوگوں کو ضائع ہونے سے بچایا جاسکے، رسول اللہ ﷺ صحابہ کے نماز، وضوء اور دیگر اعمال پر نظر رکھتے اور ان کی اصلاح کرے۔

فی سنن ابی داؤد (۳۵/۱) کتاب الطهارة، باب فی تفریق الوضوء

حدثنا أنس بن مالك أن رجلا جاء إلى النبى -صلى الله عليه وسلم- وقد توضأ وترك على قدميه مثل موضع الظفر فقال له رسول الله -صلى الله عليه وسلم- « ارجع فأحسن وضوءك »

ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس وضوء کر کے آیا اس نے اپنے پاؤں میں ناخن کے بقدر جگہ (خشک) چھوڑ دی تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا تم واپس جاؤ اور اچھی طرح وضوء کرو۔

۲۱۔ دور حاضر میں ایک ہی محلہ میں مختلف دینی نظریات رکھنے والے لوگ بستے ہیں ایسے میں امام کو انتہائی فہم و فراست سے کام لینا پڑتا ہے تاکہ مسجد اور محلے کا امن برقرار رہے اور ٹکراؤ کی کوئی صورت پیدا نہ ہو اللہ پاک کا ارشاد ہے

((واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تتفرقوا)) آل عمران: ۱۰۳

ترجمہ: اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور پھوٹ نہ ڈالو

خلاصہ کلام یہ کہ امامت ایک اونچا بلکہ بہت اونچا منصب ہے یہ ایک لحاظ سے منصب نبوت کی نیابت ہے لہذا امام کے ذہن میں یہ بات مستحضر ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے جس طرز پر سعی اور جدوجہد کی امام کو بھی اسی طرز پر اپنا فریضہ ادا کرنا ہے واللہ اعلم۔

Scanned with CamScanner

(ب) مقتدیوں پر امام کے حقوق

امامت ایک بہت اعلی منصب ہے۔امام کی حیثیت پورے علاقے میں ایک دینی رہنما کی سی ہوتی ہے اس بنا پر اہل محلہ کے ذمہ امام کے بہت سے حقوق ہیں جن میں سے چند بنیادی حقوق کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔

۱۔ امامت کوئی نوکری یا پیشہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک اعزاز اور انعام ہے جو اللہ کی طرف سے اس خاص بندوں کو حاصل ہوتا ہے۔اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مختلف آزمائشوں میں ڈالا جب وہ ان آزمائشوں میں سرخرو ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے بطور انعام انہیں پیشوا اور امام بنایا، ارشاد خداوندی ہے

((واذا بتلی ابراهیم ربه بكلمت فاتمهن قال انی جاعلك للناس اماما ... الاية)) البقرة: ١٢٤

ترجمہ:اور جب ابراہیم کو ان کے پروردگار نے کئی باتوں میں آزمایا اور انھوں نے وہ ساری باتیں پوری کیں۔اللہ نے (ان سے) کہا میں تمھیں انسانوں کا پیشوا بنانے والا ہوں......

لہٰذا لوگوں کے لیے ہرگز مناسب نہیں کہ جس شخص کے پیچھے وہ دن میں پانچ بار سجدہ ریز ہوتے ہیں اسکے ساتھ ملازم جیسا برتاؤ کریں۔

۲۔ امام کو تنخواہ دینے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ وہ ہمارے زرخرید غلام ہیں اگر اسلامی حکومت ہوتی تو بیت المال ان کا کفیل ہوتا اب چونکہ بیت المال کا وجود نہیں اس لیے عوام ان کی تنخواہوں کے ذمہ دار ہیں اس لیے ان کی بے ادبی سے بچا جائے کیونکہ یہ عمل خدا تعالیٰ کی رحمت سے دوری کا سبب بنتا ہے۔

فی کنز العمال(۲۵۹/۱)عن ابی امامۃ

حامل القرآن حامل راية الاسلام ومن اكرمه فقد اكرم الله ومن اهانه عليه لعنةالله

ترجمہ:حاملین قرآن اسلام کا جھنڈا اٹھانے والے ہیں جس نے ان تعظیم کی اس نے اللہ تعالیٰ کی تعظیم کی اور جس نے ان تذلیل کی اس پر اللہ کی لعنت ہے۔

۳۔ اگر اہل محلہ اعلی صلاحیتوں والا امام چاہتے ہیں تو اچھی تنخواہ اور مناسب سہولیات کا انتظام کریں یہ صحابہ کا دور نہیں ہے کہ اہل محلہ امام صاحب سے یہ امید لگالیں کہ وہ پیٹ پر پتھر باندھ لیں گے دعوت واصلاح کا کام بڑی ذمہ داری ہے مالی طور پر تنگ دست اور ذہنی طور پر پریشان شخص اتنی بڑی ذمہ داری نہیں سنبھال سکتا۔

فی ردالمحتاد (٦/٥٦٤) کتاب الوقف

وان شرط الواقف قسمة الريع على الجميع بالحصة أوجعل لكل قدرا وكان ماقده للامام ونحوه لا يكفيه فيعطى قدر الكفاية لئلا ملزم تعطيل المسجد.

Scanned with CamScanner

۴۔ امام کے لیے اہل وعیال کے ساتھ رہنے کا بندوست ہونا چاہیے کیونکہ اپنے بال بچوں کے ساتھ زندگی گزارنا ہر انسان کا بنیادی حق ہے لہذا مسجد کی تعمیر کے وقت اس امر کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔

فی ردالمحتار(٦/٥٦١) کتاب الوقف

لو بنی فوقہ بیتا الامام لا یضر لانہ من المصالح۔

۵۔ مشاہدہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بعض لوگ امام کی خامیاں تلاش کرتے رہتے ہیں اور امام کی غلطیوں پر نکتہ چینی کرتے ہیں صرف یہی نہیں بلکہ ان باتوں کو اپنی محفلوں کی زینت بناتے ہیں۔ غیبت کرنا اور کسی کے عیب تلاش کرنا تو عام حالات میں بھی بہت مذموم ہے لیکن کسی ایسے شخص کے ساتھ یہ معاملہ کرنا جو امامت کے منصب عالی پر فائز ہے ایسے میں اس کی شناعت مزید بڑھ جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

یاایھاالذین امنوا اجتنبو کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسو ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکر ھتموہ واتقواللہ ان اللہ تواب رحیم (الحجرات:١١٢)

ترجمہ: اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچو، بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ اور کسی کی ٹوہ میں نہ لگو اور کسی کی غیبت نہ کرو کیا تم میں سے کوئی ایسا پسند کرے گا کہ وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے اس سے تو تم خود نفرت کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا بہت مہربان ہے۔

۶۔ نماز میں بھول جانے والی حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ امام سے بھی غلطی ہو سکتی ہے ایسی صورتحال میں امام پر الزام تراشی کرنا اور اس تنقید کا نشانہ بنانا بہت بری بات ہے۔

۷۔ محض ذاتی عناد اور بغض کی بنیاد پر الزام تراشی کر کے امام کو معزول کرانا سخت گناہ ہے قرآن میں غلط بیانی اور ایمان والوں پر الزام تراشی کے بارے میں سخت وعید آئی ہے۔

والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ماکتسبوافقد احتملوابھتاناو اثما مبینا الاحزاب:٥٨

ترجمہ: اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ان کے کسی جرم کے بغیر تکلیف پہنچاتے ہیں انہوں نے بہتان طرازی اور کھلے گناہ کا بوجھ اپنے اوپر لاد لیا ہے۔

۸۔ اہل محلہ کو چاہیے کہ وہ امام صاحب کی چھٹی کا بھی خیال رکھیں، کیونکہ باقی لوگوں کی طرح وہ بھی اہل وعیال خاندان برادری سے جڑا ہوتا ہے۔ اس کے لیے بھی خوشی وغمی کے بعض موقعوں میں شرکت ناگزیر ہوتی ہے۔ لہذا اگر کوئی ایسا موقع ہو امام چھٹی کا مطالبہ کرے تو مختلف حیلے بہانوں سے اس میں رکاوٹ نہ ڈالی جائے۔

فی ردالمحتار (٦/٦٣٠) کتاب الوقف

Scanned with CamScanner

امام يترك الامامة لزيادة اقربائه فى ر ساتيق اسبوعاونحوه او لمصيبة اولاستراحة لا باس به ومثله معفو فى العادة والشرع.

۹۔ مسجد کی صفائی کا کام امام کے ذمہ لگا دینا مناسب نہیں ہاں اگر امام اپنی مرضی سے ثواب کے حصول کے لئے کرے جبکہ ایسا کرنا اسکی ذمہ داریوں میں شامل نہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔

۱۰۔ اہل محلہ کو کوئی حق نہیں کہ وہ امام کے لیے خطبہ یا وعظ کا موضوع متعین کریں امام کو خوب معلوم ہے کہ اس نے اپنی ذمہ داری کس طرح ادا کرنی ہے لہذا اس کے کام میں دخل اندازی کا کسی کو کوئی اختیار نہیں۔

۱۱۔ بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ اگر امام مسجد کی ضروریات کے لیے منبر سے چندہ کا اعلان کرے تو وہ اس کو معیوب گردانتے ہیں جیسے کہ امام نے اپنی ذات کے لیے ان سے کچھ مانگ لیا ہو یاد رہے کہ مسجد کی اصلاح وانتظام اہل محلہ کے ذمہ ہے نہ کہ امام کے لہذا اگر کوئی امام مسجد کی ضروریات پوری کرنے کے لیے بھاگ دوڑ کرے تو اس کو امام کی طرف سے احسان سمجھنا چاہیے نہ کہ اس کو وظیفہ خور اور چندہ لینے والا کہا جائے واللہ اعلم۔

فصاحت اخلاق عباسی

دارالافتاء تعلیم القرآن راولپنڈی

۱۴۴۲/۲/۱۴ھ

الجواب صحیح

ریاض محمد

دارالافتاء تعلیم القرآن راولپنڈی

۱۴۴۲/۲/۱۷ھ

الجواب صحیح

بندہ ضیاء الرحمن عفی عنہ

دارالافتاء تعلیم القرآن راولپنڈی

۱۴۴۲/۲/۱۷ھ

دارالافتاء
۱۴۱۵
۹۲

رئیس دارالافتاء
تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی

مفتی
تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی

Scanned with CamScanner